Vol. 7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

اسلامی تہذیب اور بانیان مذاہب کی عصمت

(الہامی مذاہب کا مطالعہ)

ڈاکٹر حافظہ اُمِ سلمہ

اسٹنٹ پروفیسر

شعبہ علوم اسلامیہ

انسٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان

email.drummesalma@isp.edu.pk

ABSTRACT

As it is certainly understood that the humanity is passing through a very difficult era regarding different religions prevailing and being believed in the world since countless times. The spiritual forces work as a forceful activists during the revival of any civilization. There should be universal civilization which should be based on solid belief and faith. For which centralization of concepts is necessary. Universal civilization can only be established by a universal personality. Those concepts should be comprehensive, expressive and secured. The Personalities capable of getting these preaches done, should be present. Their preaches/ teachings should encircle all the aspects of life. These teachings should not be only for a special class or any tribe, but these teachings should be for whole the humanity. The creator of the universe has selected messengers from amongst the human beings for messaging purpose between the creator of universe and the creature. This is the certain proof of resurrection of the prophets from Allah Almighty. All the prophets though related with any area, country or nation, are respectable and their holiness is to be secured in the light of the teachings of Holy Quran and Hadith. I have argued that it is very important to analyze the religious thoughts of Holy books regarding the holiness of prophets in the historical stereography.

Key words: Era, Apostleship, Ethical limits, Holiness, Universal civilization

دور حاضر میں انسانیت ایک ایسی تہذیب کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہی ہے جو عالمگیر اور جامع ہو اور تمام مادی و روحانی ضروریات کی کفیل ہو۔کسی بھی تہذیب کے احیا میں روحانی قوتیں جاندار عوامل کا کام کرتی ہیں عالمگیر تہذیب کے لئے فکری مرکزیت ضروری ہے۔جو جامع و کامل ہو۔عالمگیر تہذیب ایک عالمگیر نفس سے ہی وجود میں آسکتی ہے۔خالق و مخلوق کے درمیان پیغام رسانی کے لئے انسانوں میں سے رسولوں کا انتخاب بھی انسیت کا اظہار ہے۔اللہ تعالی کی طرف سے انبیا کی بعثت اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان مضبوط و محکم رشتہ موجود ہے۔اسلامی تہذیب میں امت مسلمہ کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیا کی تقدیس اور صداقت کا اعتبار کیا جائے۔بانیان مذاہب کی عصمت و تقدس کا نظریہ اسلامی تہذیب میں دیگر تہذیبوں کی بہ نسبت مختلف ہے۔دیگر سماوی مذاہب میں بانیان مذاہب سے منسلک روایات ان کی ذات مبارکہ کو شک و شبہات میں مبتلا پیش کرتی ہیں ۔زیر نظر تحقیق میں عالمگیر تہذیب کی روشنی میں ہادی و رہنما کا تصور پیش کیا جائے گا اور مختلف دینی روایات کی روشنی میں بانیان مذاہب کی تقدیس پر لگائے گئے الزامات کو زیر بحث لایا جائے گا۔اور مقالہ کے اختتام پر نتائج و سفارشات پیش کی جائیں گی۔

تہذیب کا مفہوم Civilization

تہذیب کی انگریزی صورت Civilization بنتی ہے۔انگریزی میں اس کا استعمال بحیثیت اسم ہوتا ہے۔ جس کے معنی تربیت، اصلاح، درستی وغیرہ ہے۔[1] یونیورسل انگلش ڈکشنری میں تہذیب کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

Civilization: "A state of social, more, intellectual and industrial development."

2

تہذیب کا لفظ ہذب سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی شاخ تراشی کرنا، پاکیزہ کرنا، درست کرنا اور اصلاح کرنا ہے۔[3] مارماڈیوک پکتھال لکھتے ہیں تہذیب سے مراد عقیدہ ہے۔[4] مولانا مودودی صاحب اس کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں۔

کسی قوم کی تہذیب، اس کے علوم و آداب، فنونِ لطیفہ، منائع بدائع، اطوارِ معاشرت، اندازِ معاشرت اور طرزِ سیاست کا نام ہے۔ الغرض زندگی گزارنے کے بہترین آداب و اطوار اور شائستہ رہن سہن اور رویوں کو تہذیب ثقافت کا نام دیا جا سکتا ہے۔

اسلامی تہذیب کی اہمیت وافادیت

اسلامی تہذیب ایسی تہذیب ہے جس کی اساس اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی اور اس کا یقین و ایمان ہے۔ وہ خدائی رنگ (منتقہ اللہ میں رنگی ہوئی ہے اور ایمان و ادیان کی بنیادوں پر قائم ہے، اس لیے اس کو دینی رنگ، ربانی آہنگ اور ایمانی روح سے الگ کرنا ممکن نہیں۔ اور اس پر جب بھی قومی عصبیت، جاہلی حمیت، نسلی کشمکش، مادی ہوس، اخلاقی زوال یا معاشرتی انار کی طاری ہوئی ہے تو وہ عارضی طور پر یا خارجی اثرات یا اس ماحول و معاشرہ کی دین رہی ہے۔ جس سے کوئی اسلامی عنصر نکلا ہے یا اس میں اسلامی ثقافت سے عدم تاثر و استفادہ اور قرآن کریم اور حدیث نبوی ﷺ اور اسلام اور اساسی مصادر سے عدم استعصال کو دخل رہا ہے۔

اسلامی تہذیب کا سرچشمہ قرآن اور سنتِ رسول ﷺ ہے اسلام جس تہذیبی تصور اور وژن کی تعمیر و تشکیل چاہتا ہے وہ مغربی تہذیب کے فکری سانچے سے مختلف ہے۔

اسلام میں بنیادی قدر، اللہ پر ایمان اور آخرت میں جواب دہی کے احساس سے مربوط ہے۔ اس میں رنگ و نسل کے تفاخر کی نفی ہے اور بھائی چارے اور عدل پر زور دیا گیا ہے۔ اس لیے اسلام کمزور کے حقوق کی پاسداری کرتا ہے۔ زندگی کو ایک قیمتی امانت قرار دیا ہے۔ نہ تو یہ کسی کو اپنے دین و مذہب سے دست بردار ہونے پر مجبور کرتا ہے اور نہ دوسرے مذاہب کے پیروں کاروں کا قتلِ عام اس کا وطیرہ ہے۔ بنیادی طور پر اسلام تصادم پہ یقین نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ دعوت اور فلاح کا دین ہے۔ وہ ہر تہذیب کو کھلی دعوت کے ذریعے قائل کرتا ہے۔۔

اسلامی تہذیب کا عالمگیر تصور

اسلام کا پیغام روزِ اول ہی سے آفاقی اور عالمگیر پیغام ہے۔ قرآن مجید کی دعوت ایک عالمی یعنی آفاقی دعوت ہے۔ قرآن مجید دنیا کی واحد کتاب ہے جو یا بنی آدم اور یا ایھا الناس جیسے الفاظ سے خطاب کرتی ہے۔ جس ذات پہ گرامی قرآن مجید نازل ہوا وہ بھی رحمۃ للعالمین ہے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ [5]

عرض کی اے رب میرے مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے (اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے لے اور تو سب رحم والوں سے بڑھ کر رحم والا

اسلام سے قبل جتنے بھی ادیان و مذاہب سے متعلق تہذیبیں عالم شش جہات میں ظہور پذیر ہوئیں ان کا پیغام، قومی، نسلی یا علاقائی نوعیت کا تھا۔ مثلاً یہودی تمدن اور معاشرت کے زیر سایہ جو تہذیب نمو پائی اس کے مطابق یہودا صرف یہودیوں کا خدا ہے۔ اس کی وہ محبوب ترین قوم ہے۔ آج بھی وہ خود کو ابناء اللہ (اللہ کے بیٹے اور احباوہ (اس کے محبوب) کی حیثیت سے متعارف کرواتے ہیں۔

عیسائیت جس عقیدہ کی امیر تہذیب کی حامل تھی۔[6]

ہندومت کی نمائندہ تہذیب کے فرزندان غیر اقوام کو ملیچھ یعنی (ناپاک) سمجھتے تھے

ایسے میں تعلیماتِ نبوی ﷺ انسانیت کے لیے وہ عالمگیر پیغام لے کر وارد ہوئی جو انسانیت کو شرک کی آلائشوں سے پاک کر کے توحید کی نوید دینے والی ہیں اور تمام بنی آدم کو رب العالمین اور الیہ واحد کی عبادت کی دعوت دینے والی تعلیمات میں انسانیت کو ظلم و بربریت، عدم انصاف، عدم مساوات کی مصیبتوں سے نجات دلا کر خلق خدا کو عیال اللہ قرار دینے والی تھیں جن کا یہ پیغام عالمگیر تھا۔

الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ [7]

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے ہاں محبوب ترین وہ ہے جو جس کے کنبے سے سب سے بڑھ کر حسنِ سلوک رکھنے والا ہو۔

اسلامی تہذیب عالمگیر تہذیب ہے۔اسلامی تہذیب کے بنیادی اصول ساری نسلِ انسانی کے لیے ہیں۔اسلام سے قبل کسی مذہب نے بھی عالمگیر تہذیب کی بنیاد نہیں ڈالی۔

اسلامی تہذیب میں ہادی ورہنما کا تصور

خالق اور مخلوق کے درمیان پیغام رسانی کے لیے انسانوں میں سے رسولوں کا انتخاب بھی انسانوں سے محبت کا اظہار ہے۔مسلمانوں کا ان سب پر ایمان ہے اور انہیں خدا کے برحق پیغمبر مانتے ہیں ماسوائے حضرت محمد ﷺ کے تمام پیغمبروں کی حیثیت قومی یا مقامی تھی یعنی ان کا پیغام اور مذہب بنیادی طور پر کسی خاص قوم یا خاص مقام کے باشندوں کے لیے تھا۔

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ [8]

اور ہر قوم میں ہم نے ایک رسول کو بھیجا کہ خدا کی عبادت کرو اور بتوں سے پرہیز کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور دَور میں ایک نبی بھیجا جو کہ اس قوم کی اصلاح کرتا رہا

وَّلِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ [9]

اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما آیا۔

وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلٌ [10]

اور ہر قوم کے لیے رسول ہے۔.

خداوند تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کا انتظام آفرینش آدم ہی سے کر دیا تھا چنانچہ مختلف اقوام کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول ہدایت لے کر آئے اور عمل کے ذریعے اس ہدایت کا عملی پہلو بھی روشن کیا۔

وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ [11]

"اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا ڈرانے والا۔"

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا کہ انہیں ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام سنا سکے۔.

اسلام میں ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ تمام نبیوں کے صداقت کا اعتبار کیا جائے ہے،

کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ دنیا کے تمام پیغمبروں کی یکساں صداقت اور حقانیت امتیاز اور معصومیت کا اقرار نہ کرے۔

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا [12]

اور لوگ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور اس رسولوں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کیا تو وہی لوگ ہیں جن کی مزدوری خدا اُن کو دے اور بخشنے والا رحمت والا ہے۔

کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ [13]

ہر ایک خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہم خدا کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔

پیغمبروں میں تفریق سے مراد ہم بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں اسلام نے اس کی ممانعت کی اور عام حکم دیا کہ دنیا کے تمام پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسول ﷺ کا صادق اور راست باز تسلیم کیا جائے۔

یہودی حضرت عیسیٰؑ کو نعوذ باللہ جھوٹا اور کاذب سمجھتے اور اُن پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے تھے اور اب بھی اُن کا یہی عقیدہ ہے یہودیت اور اسلام میں جو چیز مشترک ہے وہ مسیحت سے زیادہ ہے اس لیے اگر اسلام کی راہ میں حضرت مسیحؑ کا نام نہ آئے تو بہت سے یہود مسلمان ہونے کو تیار ہو جائیں۔

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَاَنَّ اَکۡثَرَکُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾

"اے یہود! کیا بیر ہے تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم خدا پر اور جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو پہلے اتارا گیا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور تم میں اکثر بے حکم ہیں۔"[14]

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اسلام میں ایک نظریہ ہے کہ انبیاء کرامؑ گناہوں سے پاک اور برائیوں سے محفوظ ہوتے ہیں نبی کی عصمت اور تقدس کی حفاظت کرنا بہت ہی ضروری ہوتا ہے۔

وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا[14]

اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا اور مجھ کو خدا نے جبار اور بد بخت نہیں بنایا

انجیل میں حضرت عیسیٰؑ پر الزام ہے کہ وہ نماز، روزہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے، قرآن نے ان کی زبان سے کہلوایا۔

وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا[15]

اور خدا نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں جیتا رہوں۔

وہم پرست یہود حضرت سلیمانؑ کو گنڈہ، تعویذ اور عملیات کا موجد سمجھتے تھے۔ حالانکہ سحر جادو وغیرہ تورات میں شرک قرار دیا جاچکا۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ[16]

اور سلیمان نے کفر کا کام نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

الغرض جتنے بھی سماوی اور غیر سماوی ادیان گزرے ہیں اور اس وقت دنیا میں موجود ہیں اُن کا نظریہ اور عقیدہ بانیان مذاہب کے متعلق کس طرح ہے؟ بانیان مذاہب چاہے وہ یہودی، عیسائی ہوں یا ہندو زرتشت یا بدھ مت ہوں یا مسلمانوں میں سے یا سکھ مت میں سے ہوں سب کا احترام اور تقدس کی حفاظت کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

مختلف مذاہب میں نبیوں کی آمد کی پشین گوئیاں

بدھ مت میں آنندا۔ اپنے آنسو روکتے ہوئے مقدس اُستاد سے پوچھتا ہے جب آپ چلے جائیں گے تو ہمیں کون پڑھائے گا؟ تو متبرک استاد جواب دیتے ہیں کہ میں پہلا بدھا نہیں ہوں جو زمین پر آیا ہوں نہ ہی میں آخری ہوں۔ جب ضرورت ہوئی دوسرا بدھا زمین پر اترے گا وہ متبرک ہوگا، روشن ضمیر ہوگا، دانا اور پُر حکمت، دانائی سے پُر اور کائناتی علم والا، ایسا لیڈر جس کی انسانوں میں کوئی مثال نہیں ہوگی۔ وہ تمہیں اس سچائی کا راستہ دکھائے گا۔ جو میں نے تمہیں دیا ہے وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے گا۔ آنندا نے پوچھا ہم اس کو کس طرح پہچانیں گے؟ تو مقدس استاد نے کہا وہ مطیع کے نام سے جانا جائے گا جس مطلب ہے کہ محسن الاخلاق۔[17]

اور مالک نے مجھ سے کہا انہوں نے جو کہنا تھا وہ بہت اچھا کہہ چکے اور ان میں ہی سے ایک پیغمبر اٹھاؤں گا جو کہ ان جیسا ہی ہوگا۔[18]

"میں ان کے لیے ان کی بھائیوں میں سے تیر مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اس میں اسے حکم دوں گا وہ ان سے کہے گا۔[19]

لیکن وہ مصلح اور مقدس ہستی جس کو باپ میرے نام سے بھیجے گا وہ تمہیں وہ ہی چیزیں پڑھائے گا اور تمہیں وہ تمام باتیں یاد دلائے گا جو تمہیں بتا چکا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔[20]

حضرت موسیٰ کا مقام سماوی ادیان میں بہت بلند وارفع ہے۔ تینوں مذاہب میں حضرت موسیٰ کا شمار روحانی پیشوا، اعلیٰ مرتب اور جلیل القدر انبیاء میں ہوتا ہے۔ اور حضرت موسیٰ کو ہی خدا تعالیٰ نے براہ راست ملاقات کا شرف بخشا تھا۔

بائبل مقدس میں حضرت موسیٰ کی فضیلت "اگر تم میں کوئی نبی ہو تو میں جو خداوند ہوں اسے رویا میں دکھائی دوں گا۔ اور خواب میں اس سے باتیں کروں گا۔ لیکن میرا خادم موسیٰ ایسا نہیں تھا۔ وہ میرے سارے خاندان میں امانت دار ہے۔ میں اس سے پردوں میں نہیں بلکہ روبرو باتیں کرتا ہوں اور اسے میرا دیدار نصیب ہوتا ہے۔[21]

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی اس پشین گوئی کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

اور عیسیٰؑ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! مجھے اللہ نے تمہاری طرف رسول کی حیثیت سے بھیجا ہے۔ میں پھر سے اللہ کے اُن قوانین کی سچائی ثابت کرنے آیا ہوں جو قبل ازیں تورات میں دیئے گئے تھے اور میں اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی بشارت بھی دیتا ہوں جس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔

بانیانِ مذاہب کی عصمت اور مفکرین کی آرا

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

نبی اللہ کا سفیر ہوتا ہے اس کی بات قابل تعمیل ہوتی ہے اور ہر حکم واجب الادا ہوتا ہے۔

پیر کرم شاہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ ہر دین کے پیروکار اپنے بانیان مذاہب کے احترام اور اعزاز کے قائل ہیں۔ کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی بانی، رہنما مذہب سے اس وقت تک قلبی عقیدت اور ذہنی وابستگی نہیں ہو سکتی ہے
جب تک اس کی شخصیت کی اخلاقی پاکیزگی اور بلند کرداری کا پختہ یقین نہ ہو لیکن یہودی قوم کا معاملہ اس ضمن میں بالکل جداگانہ ہے
وہ ایک طرف تو انبیاء ورسولوں کو خدا کا فرستادہ مانتے ہیں تو دوسری طرف ان کی سیرت وکردار پر ایسے اخلاق سوز الزمات لگاتے ہیں جن کا تصور رسول تو کجا ایک عام شریف انسان کے متعلق بھی نہیں کیا جا سکتا اس کا سبب بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ جب نبی اسرائیل کے عوام وخواص وعلماء احبار اور احکام اخلاقی انحطاط کی پستی میں گر گئے تو اپنی اصلاح کی بجائے اولیاء عظام اور انبیاء کرام کی پاک سیرتوں کو داغدار کرنا شروع کر دیا، تاکہ ان کی اپنی سیاہ کاریوں پر پردہ پڑا رہے۔[22]

حضرت ابراہیمؑ کا مقام تورات میں:

بائبل مقدس میں حضرت ابراہیم کو نہایت بلند پایا اور بزرگ پیغمبر قرار دے کر نہایت اعلیٰ الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ [23]

> ابراہیم نے میری آواز کو سنا اور میری تاکید کی۔ میرے حکموں، میرے قوانین اور میرے آئین پر عمل کیا [24]

> ”میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا سو تو باعث وبرکت ہوا۔ جو تجھے مبارک کہیں گے۔ ان کو میں برکت دونگا۔ اور جو تجھے پر لعنت کرے اس پر میں لعنت کروں گا“۔ [25]

رحمت اللہ کیرانوی ”طریق الاولیا“[26] کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں

”ان کی ستر سالہ ابتدائی زندگی کا حال معلوم نہیں ہے آپکی پرورش بت پرستوں میں ہوئی عمر کا بیشتر حصہ ان کی صحبت ہی میں بسر ہوا، ان کے باپ کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدائے برحق کو نہیں جانتے تھے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابراہیم بھی جب تک خدا نے ان کی رہنمائی نہیں کی۔ بت پرستی کرتے رہے ہوں پھر جب ان پر حقیقت منکشف ہوئی تو خدا نے ان کو دنیا والوں میں سے منتخب کیا اور اپنا خاص بندہ بنالیا۔[27]

اور ایسا ہوا کہ جب وہ (حضرت ابراہیم) مصر میں داخل ہونے کو تھا تو اس نے اپنی بیوی سارہ کو کہا کہ دیکھ میں جانتا ہوں۔ سو وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ مگر تجھے زندہ رکھ لیں گے کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے۔ اور یوں ہو گا کہ مصری تجھے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ اس کی بیوی ہے تو یہ کہہ دینا کہ میں اس کی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو اور میری جان تیری بدولت بچی رہے۔[28]

رحمت اللہ کیرانوی کہتے ہیں اس کلام سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنے کی وجہ محض خوف ہی نہ تھا بلکہ بھلائی کے حصول کی توقع اور طمع بھی بڑا سبب تھا۔ بلکہ وہی بڑا قوی سبب تھا۔ اس لیے اس کا ذکر پہلے کیا۔ چنانچہ وہ متوقع غیر حاصل بھی ہوئی جس کی تصریح آیت ۱۲ میں ہے [29]

اس کے علاوہ ان کو قتل کا اندیشہ سراسر وہمی تھا، بالخصوص اس حالت میں کہ وہ سارہ کے چھوڑنے پر بھی راضی اور تیار تھے۔ اس کے بعد تو پھر ڈرانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب عقل سے پوچھا جا سکتا ہے کہ ابراہیم اپنی بیوی کو چھوڑنے اور کافر دشمنوں کے حوالے کر دینے پر جہاں یقینی طور پر آبروریزی کا خطرہ ہے کیسے راضی اور تیار ہو سکتے ہیں؟ ایک ادنیٰ غیرت مند شخص بھی اس کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ تو ابراہیم جیسا باعزت انسان کیونکر اس بے غیرتی کو قبول کر سکتا ہے؟[30]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں ان کی تبدیل شدہ توریت میں دو مقام پر ہے کہ سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ مصر فرعون نے پکڑ لیا اور دوبارہ انھیں ابو مالک بادشاہ خلص نے پکڑ لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بادشاہوں کو خواب میں ایسی بات دکھائی۔ جس سے ان دونوں نے سارہ کر ابراہیم علیہ السلام کو واپس کر دیا ۔ یہ بھی بیان کیا کہ حبران (گزشتہ دور میں اس بستی کا نام قریت اربع تھا) چھوڑنے کے وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۷۵ برس تھی اور جب اسحاق پیدا ہوئے وہ سو برس کے تھے۔ اور جب (اسحاق) وہ پیدا ہوئے تو سارہ ۹۰ سال کی تھیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ ابراہیم سارہؑ سے دس سال بڑے تھے۔ بادشاہ خلص نے انھیں اس وقت پکڑا جب کہ اسحاق پیدا ہو چکے تھے۔ پھر اسحاق کے پیدا ہونے کے بعد یہ واقعہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ وہ نوسے ۹۰ سال بھی متجاوز ہو چکی تھیں۔ یہ محال ہے کہ وہ اس عمر میں بھی کسی بادشاہ کو فریضتہ کر سکیں۔ اور ابراہیم نے دونوں بار یہ کہا ہو کہ وہ میری بہن ہیں ابراہیم علیہ السلام سے یہ بھی منقول ہے کہ انھوں نے بادشاہ سے کہا کہ یہ میری بہن ہیں میرے باپ کی بیٹی ہیں۔ لیکن میری ماں کی بیٹی نہیں ہیں اس لیے وہ میری زوجہ ہو گئی ہیں۔[31]

حضرت لوط علیہ السلام پر افتراء تورات کے تناظر میں:

حضرت لوط علیہ السلام جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم عصر پیغمبر تھے۔ ان پر اور ان کی صاحبزادیوں پر نعوذ باللہ کتاب پیدائش میں ایک گھٹیار سیا بہتان باندھا گیا جو کہ صاحب ایمان نبی تھے اور ان کے تقدس کو پامال کیا گیا۔

اور لوط صنغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ اسے صنغر میں بسنے سے ڈر لگا۔ اور وہ اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تا کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں[32]

سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اس کا نام موآب رکھا، وہی آبیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا، اور اس نے اس کا نام بن عمی رکھا وہی بنی عمون کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں۔[33]

یہ ایک ایسا اعتراض تھا جو کہ ناقابل یقین واقعہ لگتا ہے انسانی معاشرے میں اس نوعیت کا کوئی بھی عمل مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے ناقابل قبول ہوتا ہے اور مذہبی شخصیات پر ایسا اعتراض اور بہتان لگانا جو ان کے تقدس کو پامال کرتا ہے اور یہ دینی روایات سے روگردانی کرتا ہے اور اس ضمن میں یہ کلام خود ساختہ سا لگتا ہے۔

حضرت لوطؑ پر شرمناک بہتان لگایا گیا۔ تورات میں انبیاء کی توہین کے بے شمار واقعات درج ہیں۔ جو کم از کم انبیاء کرام سے سرد ست پیش نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسے کبیرہ گناہ کا ارتکاب نبی کرے گا تو نیکی کی دعوت کون دے گا؟ حالانکہ نبی تو اخلاقیات کا نمونہ ہوتے ہیں۔

ابن حزم کہتے ہیں

کہ ایسی بڑی باتیں جن سے اللہ پر ایمان لانے والوں اور انبیاء کے حقوق پہچاننے والوں کے رونگھٹے کھڑے ہوئے ہیں یہ کسی احمق کا کلام ہے۔

رحمت اللہ کیرانوی طریق الاولیاء کے صفحہ ۱۲۸ میں اس حال کو نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں

> ''اس کی حالت پر سخت رونا آتا ہے ہم سخت افسوس کے ساتھ دینے دلوں میں خوف اور حیثیت لیے اصل میں کہ کیا یہی وہ شخص ہے کہ جو سدوم کی بستی کی تمام بدیوں اور گندگیوں سے پاک دامن رہا تھا۔ اور اللہ کی راہ چلنے میں بڑا مضبوط تھا۔ اس شہر کی تمام نجاستوں سے ہزاروں کو اس دور رہا تھا۔ مگر جنگل میں نکل جانے کے بعد اس پر ایک بدی اور منسق کا اس قدر عقبہ شدید ہو گیا؟۔''[34]

حضرت یعقوب کا مقام اور تورات:

یعقوبؑ حضرت ابراہیم خلیلؑ کے پوتے اور حضرت اسحاقؑ کے نبی کے صاحبزادے تھے اور نبی زادہ ہونے کے علاوہ خود بھی نبی تھے، اسرائیل آپ ہی کا دوسرا نام ہے۔

> ''اور خدا نے اسے کہا کہ تیرا نام یعقوب ہے، تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائے گا بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا، سو اس نے اس کا نام اسرائیل رکھا'' (پیدائش۔ ۳۵: ۱۰،۱۱)

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

''یعقوب نے اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹوں کہ یہ تین احکام دیئے ا۔ بت پرستی نہ کرنا ۲۔ خدا کی بے حرمتی نہ کرنا ۳۔ میرے جنازہ کو کوئی کافر ہاتھ نہ لگانے پائے'' 35

''یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم میں سے کوئی بت پرستی کا میلان رکھتا ہے''36

''تب یعقوب نے اپنے گھرانے اور اپنے سب ساتھیوں سے کہا کہ بیگانہ دیوتاؤں کو جو تمہارے درمیان میں دور کرو، اور طہارت کر کے اپنے کپڑے بدل ڈالو،۔ تب انھوں نے سب بیگانہ دیوتاؤں کو جو ان کے پاس تھے۔37

یعنی حضرت یعقوب پر ایک بہتان عظیم ہے کہ آپ اور آپ کی اولاد کے درمیان بت موجود تھے اور آپ نے نبوت ملنے کے بعد ان کو ضائع کر دیا تھا یعنی نبوت سے پہلے سب ہی بت پرست تھے اور سب ہی اس قبیح فعل میں مبتلا تھے

''اور یعقوب نے دال پکائی، اور عیسو جنگل سے آیا، اور بے دم ہو رہا تھا اور عیسو نے یعقوب سے کہا کہ یہ جو لال لال ہے مجھے کھلا دے، کیونکہ میں بے دم ہو رہا ہوں، اس لیے اس کا نام ادوم بھی ہو گیا، تب یعقوب نے کہا کہ تو آج اپنا پہلوٹھے کا حق میرے ہاتھ بیچ دے 38

چنانچہ عیسو نے بھوک کی خاطر اپنا حق یعقوب کو بیچ دیا۔ جو کہ ناقابل یقین سا عمل لگتا ہے۔

حضرت موسیٰ کا تقدس تورات کے تناظر میں:

حضرت موسیٰ کے مبعوث ہونے کے وقت یہودیوں کی مذہبی، اخلاقی اور روحانی حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی۔ اور وہ خدائے واحد کی عبادت کی بجائے بت پرستی، مظاہر پرستی، حجر پرستی اور دیوتاؤں کی پوجا کے علاوہ بہت سی اخلاقی معاشرتی اور سماجی برائیوں میں گھر چکے تھے۔ یہودیوں کی اخلاقی پستی کا یہ حال تھا کہ جن انبیاء نے ان کی اصلاح کرنا چاہیے ان کے ساتھ ان کا رویہ انتہائی شرمناک رہا۔ کچھ کو قتل کر دیا گیا۔ کچھ کو قید خانوں میں محبوس رکھ کر سنگسار اور کچھ کو جلاوطن کر دیا گیا اور کچھ کو آرے سے چیر دیا گیا۔

چنانچہ اس حالت میں حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے انہوں نے اپنی قوم کو دین حق کی طرف بلایا۔

خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کہا۔

''کہ صرف میں ہی خدائے واحد ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں، اور وہ میں ہی خدا ہوں جو تمہارے باپ دادا اور ابراہام، اسحاق یعقوب، کا خدا تھا''۔39

اتنے میں موسیٰ بڑا ہوا تو اپنے بھائیوں کے پاس گیا۔ اور ان کی مشقتوں پر اس کی نظر پڑی۔ اور اس نے دیکھا کہ ایک مصری اس کے عبرانی بھائی کو مار رہا ہے۔ پھر اس نے ادھر ادھر نگاہ کی اور جب دیکھا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے تو اس مصری کو جان سے مار کر ریت میں چھپا دیا۔ خروج: باب ۱۱، آیت ۱۲

''اور اسی دن خداوند نے موسیٰؑ سے کہا کہ تو اس کوہ عباریم پر چڑھ کر (جو جبل مجازات ہے) بنو کی چوٹی کو جاؤ۔ جو یریحو کے مقابل ملک موآب میں ہے، اور کنعان کے ملک کو جسے میں میراث کے طور پر بنی اسرائیل کو دیتا ہوں دیکھ لے۔ اور اسی پہاڑ پر جہاں تو جائے وفات پا کر اپنے لوگوں میں شامل ہو، جیسے تیرا بھائی ہارون ہور کے پہاڑ پر مرا اور اپنے لوگوں میں جا ملا، اس لیے کہ تم دونوں نے بنی اسرئیل کے درمیان دشت سین کے قادس میں مریبہ کے چشمہ پر میرا گناہ کیا، کیونکہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان میری تقدیس نہ کی، سو تو اس ملک کو اپنے آگے دیکھ لے گا، لیکن تو وہاں اس ملک میں جو میں نبی اسرائیل کو دیتا ہوں جانے نہ پائے گا''40

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

اب ان عبارتوں میں صاف اس امر کی تصریح پائی جاتی ہے کہ موسیٰ اور ہارونؑ دونوں سے خطا صادر ہوئی، جس کے نتیجہ میں یہ دونوں ارض مقدس میں داخلہ سے محروم کر دیئے گئے، پھر خدا نے ان کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ نہ تم میری تصدیق کرتے ہو اور نہ میری پاکی بیان کرتے ہو، اور تم دونوں نے میری نافرمانی کی۔ اور جب حضرت موسی اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو فرعون کی غلامی سے نکال کر لے گئے، تو ان کی قوم نے ناشکری کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کو قصوروار گرادنتے ہوئے کہا کہ

"کیا مصر میں قبریں نہ تھیں جو تو نے ہم کو وہاں سے مرنے کے لیے یہاں لے آئے۔ تو نے ہم سب سے یہ کیا کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا ہے۔[41]

حضرت داؤد علیہ السلام پر زنا کا الزام

"اور شام کے وقت داؤدؑ اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی۔ اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤدؑ نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع ہیں جو حِتی اوریّا کی بیوی ہے؟۔[42] اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی)۔ پھر وہ اپنے گھر کی چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔"[43]

اس عبارت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا کا نفس اتنا کمزور تھا کہ وہ ایک عورت کے حسن کی وجہ سے اپنے منصب نبوت کو بھول گئے اور نفسانی خواہشات کے پابند ہو گئے۔ اور پھر اوریا کی موت کے بعد اس عورت سے شادی کر لی جو کہ ناقابل یقین بات لگتی ہے

حضرت سلیمانؑ پر فحاشی اور بت پرستی کا الزام:

"اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی، عمونی، ادومی، صیدانی، اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا، یہ ان قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا، اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں، کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی، سلیمان انہی کے عشق کا دم بھرنے لگا، اور اس کے پاس سات سو شاہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں، اور اس کی بیولوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا، اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا، جیسا اس کے باپ داؤد کا دل تھا، کیونکہ سلیمان صیدائیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کے نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگا۔"[44]

پھر سلیمانؑ نے موآبیوں کے نفرتی مکوس کے لیے اس پہاڑ پر جو یروشیلم کے سامنے ہے، اور بنی عمون کے نفرتی مولک کے لیے بلند مقام بنا دیا، اس نے ایسا ہی اپنی سب اجنبی بیویوں کی خاطر کیا جو اپنے دیوتاؤں کے حضور بخور جلاتی اور قربانی گذرانتی تھیں۔

"اور خداوند سلیمان سے ناراض ہوا، کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا، جس نے اسے دوبارہ دکھائی دے کر اس کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے وہ بات نہ مانی، جس کا حکم خداوند نے دیا تھا۔"[45]

حضرت عیسیٰؑ کی معجزاتی شخصیت

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش اپنی ذات میں کسی معجزے سے کم نہیں ہے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے حوالے سے بائبل اور قرآن میں کہیں کہیں اختلاف ملے تو ملے ورنہ بہت کم اختلاف پایا جاتا ہے۔

دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا پیدا ہو گا اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔[46]

اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے؟ فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا، اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ 47

اسلام میں حضرت عیسیٰؑ کو ایک نبی اور اللہ کے پیغمبر کا مقام حاصل ہے

وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَۘ اِذِ انْتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا 48

اور (اے محمد ﷺ) اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو، جب کہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر اُن سے چھپ بیٹھی تھی اِس حالت میں ہم نے اُس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اُس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا۔

حضرت مریمؑ کو خوشخبری اِن الفاظ میں دی گئی ہے۔

اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓٮِٕكَةُ يٰمَرۡيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنۡهُ اسۡمُهُ الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ وَجِيۡهًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ۔ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الۡمَهۡدِ وَكَهۡلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ 49

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوشخبری دیتا ہے اُس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا، دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا، لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی، اور وہ ایک مرد صالح ہوگا۔

انبیاء کرام کا قتل و تکذیب:

> "تیرے نبیوں کو جو نصیحت دیتے تھے کہ انہیں تیری طرف پھرا لائیں قتل کیا اور انہوں نے کاموں سے تجھے غصہ دلایا"۔ 50
>
> "ایلیاہ نے ان سے کہا بعل کے نبیوں کو پکڑ لو۔ ان میں سے ایک بھی جانے نہ پائے۔ سو انہوں نے ان کو پکڑ لیا اور ایلیاہ انکو نیچے قیسون کے نالہ پر لے آیا اور وہاں انکو قتل کر دیا"۔ 51
>
> "کیونکہ بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبحوں کو ڈھا دیا اور تیسرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا52
>
> اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبحوں کو ڈھا دیا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا"۔ 53
>
> "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راستبازی کے مقبرے آراستہ کرتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو نبیوں کے خون میں انکے شریک نہ ہوتے۔ اس طرح تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو۔ اے سانپو! اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے؟ اس لیے دیکھو میں نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ ان میں سے تم بعض کو قتل اور مصلوب کرو گے اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے۔ 54

"اے یروشلیم! تو جو نبیوں کو قتل کرتا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے انکو سنگسار کرتا ہے!۔ متی: باب ۲۳، آیت ۳۷۔

حضرت عیسیٰ نے دوران تبلیغ بار بار اپنی قوم کو آگاہ کیا کہ تم لوگ نفرت و عداوت میں اتنا بڑھ چکے ہو کہ پیغمبران خدا کو ناحق قتل کرنے سے باز نہیں آئے اللہ پاک کے نبی کی حیثیت سے اللہ کا پیغام سنانے کے باوجود بھی آپ کی قوم آپ کو بھی صلیب دینے کی ناپاک جسارت کر بیٹھی۔

Vol. 7 No.1 2024
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

مفکرین سوء کی نظر میں سب سے بڑا جرم قتل انبیاء ہے اگر واقعی ان کا تورات پر ایمان ہوتا تو وہ اس سنگین جرم کے مرتکب نہ ہوتے۔ بڑی خرابی یہ تھی کہ ان کے پاس توراۃ کا کوئی صحیح اور مستند نسخہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں توراۃ کو مرتب کرا کے جس صندوق میں رکھوایا تھا۔ وہ اور توراۃ کے تمام نسخے چھٹی صدی قبل مسیح میں اس وقت جل کر خاک ہو گئے تھے۔ جب بخت نصر نے بیت المقدس میں آگ لگادی تھی۔ اس کے دو صدی بعد حضرت عزیرؑ نے بنی اسرائیل کے کاہنوں اور لاویوں کے ساتھ مل کر اور آسمانی الہام کی مدد سے اس کو پھر از سر نو مرتب کیا۔

ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں توراۃ کے اصل الفاظ باقی نہیں رہے تھے۔ بلکہ یادداشت سے مفہوم لکھ لیا گیا تھا، مگر حوادث روزگار نے اس نسخہ کو بھی اپنی اصلی صورت پر باقی نہ رہے تھے

انبیاء کرام علیہم السلام کی برگزیدگی:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت ورسالت کے لیے مخصوص کر دیا اور ان کو تمام عالم میں فوقیت عطا فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ [55]

"اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک بندوں میں سے تھے"

"مولانا حقانی فرماتے ہیں کہ رسول کی اطاعت پر محبت کے محض کرنے سے خیال پیدا ہوتا تھا کہ بندے، بندے سب برابر ہیں۔ ان کی اطاعت کس لیے؟ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا نے ان کو برگزیدہ کر لیا ہے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھے اور برگزیدگی اس کے علم وحکمت پر منحصر ہے کیونکہ وہ سمیع العلیم ہے۔ اس میں قریش کے شبہ کا بھی جواب ہے۔ وہ کہتے تھے محمد ﷺ اپنی اطاعت کراتا ہے۔ حالانکہ ہم ہی میں سے ایک شخص ہے جواب یہ ہوا کہ سلسلہ نبوت قدیم سے چلا آتا ہے اور نوح ابراہیمؑ وغیرہ بھی اسی طرح برگزیدہ قابل اطاعت تھے یہ کوئی نئی آیات نہیں اور یہ برگزیدگی خدا کے ساتھ اس کا ارتباط خاص تھا۔ جس کے سبب وہ ان امور سے مطلع کیے جاتے تھے جن سے تم نہیں کئے جاتے اس لیے ان اسرار کی تعلیم کے سبب وہ مقتدر قابل اطاعت تھے۔ [56]

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو من حیث المجموع اپنے چنے ہوئے بندے اور نیک ہستیاں قرار دیا ہے۔ جو ان کی معصومیت پر واضح اور روشن دلیل ہے۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ [57]

"اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کو بھی یاد کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات کے لیے جو دار آخرت کا یاد کرنا ہے منتخب کر لیا تھا۔ اور وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگوں میں سے تھے اور اسمعیلؑ اور الیسعؑ اور ذوالکفلؑ کو بھی یاد کرو اور یہ سب نیک لوگوں میں سے تھے یہ نصیحت ہے اور البتہ پرہیزگاروں کے لیے عمدہ مقام ہے"۔

یہ ان تین بزرگوان انبیاء اور اولوالعزم انبیاء کا ذکر ہے کہ وہ بڑے قوت والے تھے۔ عبادت ونصیحت کے لیے انکے دل بڑے قوی تھے اور بڑے بینائی والے بھی تھے ہر بات سے عمدہ نتائج نکالتے تھے آیات الٰہی میں غور کرتے تھے۔ علمی وعملی دونوں قوتیں ان کو حاصل تھیں۔ بات کیا ہے یہ کہ وہ دار آخرت کو یاد رکھتے تھے دنیا پر ان کی نظر نہ تھی۔ [58]

Vol. 7 No.1 2024

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

یہ تینوں انبیا کرام علمی اور عملی قوتوں کے مالک تھے عملی قوت کو اللہ کی اطاعت مین صرف کرتے تھے اور علمی قوت سے معرفت خداوندی اور دینی دانش حاصل کرتے تھے۔اور دار سے مراد آخرت کی یاد و محبت کے لئے ان کا دل مخصوص کر دیا اور اللہ نے ان کو ان جیسے دوسے لوگوں پر برگزیدگی عطا کی تھی اور ان میں سے ان کو منتخب کر لیا تھا۔ الیسع ،اخطوب کے بیٹے تھے بنی اسرائیل نے ان کو اپنا سردار بنالیا تھا سب پر حکومت کرتے تھے مگر اللہ نے ان کو نبی بھی بنادیا۔ ذوالکفل حضرت الیسع کے چچازاد بھائی تھے یا بشر بن ایوب کے بھائی تھے آپ کی نبوت کے بارے میں اختلاف تھا کہ کوئی آپ کو نبی کہتا تھا کوئی مرد صالح اور اللہ کا ولی کہتا تھا

۔ ثناءاللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ)اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ انبیا ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک تھے باایں ہمہ ان پر قوم سے کیا کیا تکلیفیں پڑیں۔اور انہوں نے صبر کیا دل میں تنگی پیدا نہ ہوئی اس سے ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء معصوم تھے۔پس وہ جو بے ہودہ قصے ان کی طرف منصوب ہیں محض جھوٹ ہیں۔[59]

حاصل کلام

جن انبیاء کرام کا تذکرہ کتب سماویہ میں ہمارے سامنے آیا ہے۔ان کو اگرچہ امت مسلمہ اور مغربی ممالک میں یقینی طور پر بانیان مذاہب مانا جاتا ہے، لیکن ان میں سے کسی کی بھی سیرت مبارکہ ہم تک کسی مستند اور قابل اعتماد ذریعہ سے نہیں پہنچتی کہ ہم اس کی پیروی کر سکیں۔ حضرت آدمؑ سے، حضرت ادریس، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیم، حضرت لوط ، حضرت اسحاق، حضرت اسماعیل ، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت الیاس، ، حضرت شیعب، حضرت صالح، حضرت ھود، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت داود، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ بلاشبہ پیغمبر تھے۔اور امت مسلمہ کا ان سب پر ایمان رکھنا کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ مگر ان پر نازل ہونے والی کتابیں اور صحائف محفوظ شکل میں میسر نہیں ہے۔ کہ اس سے ہدایت اور رہنمائی کے علاوہ انبیاء کرام کی زندگی کے متعلق بھی مستند واقعہ کو انکی صحیح سیرت شمار کیا جاسکے۔اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی سیرت مبارکہ محفوظ نہیں رہی۔
اور وہ کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہو، حضرت موسیٰ اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کرام اور ان کی مذہبی واخلاقی تعلیمات کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بائبل کے عہد نامہ عتیق میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ لیکن اگر تاریخی اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو بائبل میں اصل تورات جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں بیت المقدس کی تباہی کے وقت ضائع ہو چکی تھی۔اور اسکے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء کرام کے صحیفے بھی ناپید ہو چکے تھے۔ یا پھر انسانی دماغ کی اختراع کا حصہ بن چکے تھے۔

پانچویں صدی قبل مسیح میں جب بنی اسرائیل قید سے رہا ہو کر فلسطین میں داخل ہوئے تو حضرت عزرا(Ezra)نے چند دوسرے بزرگوں کی مدد سے حضرت موسیٰ کی حیات مبارکہ اور نبی اسرائیل کی تاریخ کو مرتب کیا۔اور اسی دوران تورات کی وہ آیات بھی درج کر دیں جو انہیں ان کے مددگار دل سے مل سکیں تھیں۔ حضرت موسیٰ اور بعد کے انبیاء و نبی اسرائیل کے حالات اور تعلیمات کے بارے میں تورات(عہد نامہ قدیم)اور انجیل مستند اور یکساں مواد پیش نہیں کرتی۔ان کتب میں انبیاء کرام پر الزامات کو لگاتے ہوئے ان کے تقدس، تعظیم وتوقیر، کو یکسر نظرانداز کر دیا گیا ہے۔اور اس طرح ان مذہبی شخصیات کی ذاتی زندگی پر گستاخانہ حملے کئے گیے ہیں کہ کوئی بھی پیروی کرنے والا شخص انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ کہ یہ کیسی تحریف اور تحقیر ہے کہ جو الزامات عام بنی نوع انسان پر لگانے سے منع کیے گئے ہیں۔ وہ الزامات مذہبی واخلاقی پیشواپر بڑے ہی سہل طریقہ اور جواز ودلائل سے لگادیئے جاتے ہیں۔ جبکہ تمام پیغمبران خدا انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کا مقام تمام انسانوں سے بلند وارفع رکھا ہے۔اور ان تمام انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا ہے۔ان میں تفریق کی ممانعت فرمائی ہے اور ان کے تقدس وناموس کی حفاظت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ اقوام جو انبیا کرام کی قاتل، مکروفریب میں ماہر، بہتان طراز، افتراپرداز اور احکام شرعیہ کے متنفر ہوں، ان کے لئے کیونکر محال اور ناممکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے نبی اکرمؐ کے متعلق تورات میں مذکورہ پیش گوئیوں اور صفات اور آثار میں تغیر وتبدل نہ کیا ہو۔

سفارشات وتجاویز

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

1. عالمی تہذیب کے استحکام و فروغ کے لیے رواداری، برداشت، عفوودر گزر ایک ایسا پہلو ہے جس کے بغیر بقاء حیات اور استحکام اجتماعی ممکن ہی نہیں۔ مذہبی رواداری کو روشنی میں بنی نوع انسان کے اندر برداشت اور عفوودر گزر کا عنصر پیدا کیا جائے۔
2. ملکی و غیر ملکی نصاب میں مذہبی شخصیات، متعقدات کے تقدس کے لیے خاص مضمون وضع کیے جائیں۔ جن سے ان شخصیات کی روحانی معرفت پہچانا جاسکے۔
3. عالمی تہذیب کے فروغ، استحکام کے لیے فرقہ واریت کا خاتمہ کیا جائے اور غیر مسلموں سے بھی مذہبی اخلاق روار کھا جائے۔
4. گزشتہ چند سالوں سے ہمارے معاشرے میں عدم برداشت کا رجحان بڑھا ہے اس کے نتیجے میں ملک میں کئی خون ریزی کے واقعات سر فہرست رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ تعلیماتِ نبوی ﷺ سے عملی دُوری ہے مغربی تہذیب سے متاثر نوجوانوں کے لیے سیمینار منعقد کیے جائیں۔ جہاں علمی و سماجی شخصیات ان کی شخصیت کو مذہبی، علمی اور اخلاقی قدروں سے روشناس کرائیں۔
5. اگر ہم مذہبی اصولوں کو اور سیاسی ضروریات کو الگ کر دیں تو کوئی مذہب اسلام کی مثل برداشت رواداری اور صلح کل نہیں ملے گا۔
6. اسلامی تہذیب میں مذہبی آزادی کا احترام دوسرے مذاہب کا تقدس اور احترام کا حکم دیا گیا ہے۔ اقلیتوں کو مذہبی عصبیت کے بناء پر تنگ نہ کیا جائے بلکہ اُن کے ساتھ اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔
7. ہمیں انتہا پسندی، دہشت گردی، اخلاقی گرواٹ، تنگ نظری سے نکل اپنی کم علمی اور کمزور سماجی حیثیت اور وسائل کی کمی اور مسائل کی زیادتی کا علاج کرنا ہو گا۔ تاکہ پھر ایک بار اسلام اعلیٰ مذہب قرار پائے۔
8. لوگوں کے اندر ایک روحانی و مذہبی اطمینان پیدا کرنا ہو گا۔ جو خالق کائنات اور اسوہ حسنہ سے ممکن ہے۔ اور اس پر عمل کے لیے جامع شخصیات کو آگے پیش ہونا پڑے گا۔ تاکہ لوگوں کے دلوں کو سکون حاصل ہو اور بغض کا مل پیدا ہو۔
9. ہمیں نہایت ہی اعلیٰ ظرفی اور دانشمندی کے ساتھ حکمت و دانش، سائنس اور ٹیکنالوجی اور دیگر فنون میں ترقی کے حصول کے لیے توجہ کرنا ضروری ہے۔ اپنی سماجی اور سیاسی تعمیرِ نَو کے بعد ہی ہم اپنی تہذیب کو عالمگیر تہذیب بنا سکے ہیں۔
10. ہمیں دیگر اقوام سے ہر طرح کا تعاون کرنا ہو گا۔

مندرجہ بالا اصول و ضوابط، نکات و تجاویز اور سفارشات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ تعلیمات نبوی ﷺ اور عالمگیر تہذیب کا تصور یقیناً ایک خوبصورت عالم کی تشکیل کرنے میں ہمارا امدگار ہے۔ عالمگیر تہذیب کے تصور کو اس صورت میں ہی عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے اور اس طرح ہم ایک مثالی معاشرہ قائم کر سکتے ہیں جو عالمگیر تہذیب کی پہلی سیڑھی ہو گی۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615
Vol. 7 No.1 2024

المصادر والمراجع

[1] اردو لغت تاریخی اصول پر، کراچی(اردو ڈکشنری بورڈ،1983ء،751/5)

[2] Cecil Wildly the Universal English Dictionary, London, Rout Ledge & Kegon.

[3] ابن منظور افریقی، لسان العرب، بذیل مادہ ہذب، لوئیس معلوف، المنجد بذیل مادہ ہذب۔

[4] مار ماڈیوک پکتھیال، اسلامی کلچر، مترجم محمد ایوب منیر، مکتبہ انسانیت لاہور، ص 8۔

[5] القران، سورۃ الاعراف، آیت 151۔

[6] کتابِ مقدس (پرانا اور نیا عہد نامہ) لاہور بائیل سوسائٹی، انجیل متی، 24:15۔

[7] حافظ البیہقی، سنن الکبری، کتاب الایمان،

[8] القرآن، سورۃ النحل، آیت 36۔

[9] القرآن، سورۃ الرعد، آیت 7۔

[10] القرآن، سورۃ یونس، آیت 47۔

[11] القران، سورۃ فاطر، آیت 24۔

[12] القران، سورۃ النساء، آیت ۱۵۲۔

[13] القران، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۵۔

[14] القران، سورۃ مریم، آیت ۳۲۔

[15] القران، سورۃ مریم، آیت ۳۱۔

[16] القران، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰۲۔

[17] The Gospel of Buddha.

[18] Tanakh, Deuteronomy.

[19] تورات، استثنا، 18-19: 18۔

[20] انجیل، یوحنا، 13 – 8،12 – 7: 16۔

[21] گنتی، باب ۱۲، آیت ۶۔ ۸۴

[22] الازہری کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، جلد نمبر ۲، ص ۳۴

[23] دیدات، احمد شیخ، یہودیت، عیسائیت اور اسلام، مترجم مصباح اکرم، ص ۹۲

[24] پیدائش باب ۵،آیت ۲۶

[25] پیدائش، باب ا،آیت ۲۵

[26] پادری ولیم سمتھ نے جو علماءپروٹسٹنٹ میں سے ہیں،اردو زبان میں ایک کتاب لکھی تھی جو مرزاپور ہندوستان میں ۱۸۴۸ میں طبع ہوئی جس کا نام ''طریق الاولیاء'' رکھا گیا(خالد محمود(سابق یوئیل کندن) اسلام ، عیسائیت اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام،ناشر ادارہ اسلامیات۔کراچی اشاعت ۲۰۰۴

[27] ایضاًص ۳۹۲حضرت ابراہیم کے بارے میں یہ نظریہ بالکل غلط ثابت ہوتا نظر آتا ہے جب تمام مخلوق کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ ان کی فطرت میں خدا پرستی اوراعتراف عبودیت کی صفت رکھ دی گئی ہے تو حضرت ابراہیم کے بارے میں یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ توحید باری تعالیٰ اور خداشناسی کے معاملہ میں مشترک تھے حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار، مخلص اس کی طرف رجوع کرنے والے ہے کے مالک تھے

[28] پیدائش باب نمبر ۱۲،آیت نمبر ۱۱

[29] اور میں نے اس کی خاطر ابراہیم پر احسان کیا،اور بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور گدھے اور غلام اور لونڈیاں اور گدیاں اور اونٹ اس کے پاس ہو گئے،(پیدائش باب نمبر ۱۲،آیت ۱۶)

[30] کیرانوی رحمت اللہ اظہار الحق،، بائبل سے قرآن تک، مکتبہ دارالعلوم کراچی، سن اشاعت ۲۰۰۴، جلد سوئم۔ ص ۳۹۴،

[31] حزم،ابو محمد علی بن احمد بن اندلسی: الملل والنحل (قوموں کا عروج وزوال) ترجمہ مولانا عبداللہ عمادی۔ناشر عمر فاروق اکیڈمی۔اردو بازار لاہور جلد اول ص ۲۴۷، طبع اول ۱۹۴۵

ابن حزم لکھتے ہیں کہ میں نے یہ کلام ایک یہودی کو بتایا اس کا نام اسماعیل بن یوسف کاتب عرف ابن النغرالی تھا۔اس نے مجھ سے کہا کہ توریت میں تصریح لفظ احث (یعنی بہن ہے) مگر یہ لفظ عربی زبان میں بہن اور قربتدار دونوں کے لیے آتا ہے۔میں نے کہا کہ یہاں پر اس لفظ کو قربتدار کے معنی میں پھیرنے سے ان کا یہاں کہنا مانع ہے کہ لیکن وہ میری ماں تھے نہیں میں صرف میرے باپ کی بیٹی میں لہذا ضروری ہے کہ انھوں نے احث سے باپ کی بیٹی ہی مراد لی ہو،اور کم از کم اس باب میں بھی وہی نسخ ہے۔جسے سے تم لوگ بھاگتے ہو۔وہ یہودی گھبرا گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا(الملل والنحل جلد اول، ص ۲۴۸)

[32] پیدائش باب ۱۹،آیت ۳۲۔۳۳

[33] پیدائش باب ا،آیت ۳۶۔۳۸

[34] کیرانوی رحمت اللہ اظہار الحق، جلد سوئم۔ ص ۳۹۰،

[35] جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد، ۲۴

[36] عبدالماجد دریابادیؒ، تفسیر ماجدی، مجلس نشریات قرآن کراچی،اشاعت ۱۹۹۸، جلد اول، صفحہ ۲۵۵

حضرت یعقوب علیہ السلام تقریباً ۱۸۴۰ق۔م میں ملک کنعان کی بستی حبرون میں پیدا ہوئے ۔آپؑ کی والدہ ربیکا کے والدین نے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بابل سے ہجرت کی تھی اور ملک حاران میں آباد ہو گئے تھے جبکہ خود حضرت ابراہیمؑ وحی الہٰی کی پیروی کرتے

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

ہوئے ملک کنعان میں آباد ہوئے۔ (تاریخ انبیاءؑ اور اقوام عالم (توریت ، زبور، انجیل اور قرآن مجید کی روشنی میں) حصہ اول، سیدہ انوار زہرا زیدی)

[37] یعقوبؑ کی نہ صرف بیویاں بلکہ پورا گھرانہ اس وقت تک بتکدہ بنا ہوا تھا، اور یہ سب بت پرستی کر رہے تھے، یعقوبؑ کے گھرانے کی شان کو دیکھئے تو یہ حرکت بڑی ہی شنیع اور قبیح معلوم ہوتی ہے، کیا اس سے پہلے یعقوبؑ نے کبھی ان کو اس شیطانی فعل سے منع نہیں کیا؟ اور پھر جب ان لوگوں نے تمام بت یعقوبؑ کے حوالے کر دیئے تھے تو ظاہر یہی ہو کہ راحیل نے بھی وہ مسروقہ بت سپرد کر دیا ہو گا۔ اب اصولاً یعقوبؑ پر واجب تھا کہ اس بت کو لابن کے پاس بھیج دیتے، نہ یہ کہ سکم کے پاس جو درخت تھا اس کے نیچے دفن کر ڈالیں، اور راحیل کو بھی اس کے چوری کرنے پر قابل معافی قرار دے۔ (کیرانوی رحمت اللہ اظہار الحق)

[38] پہلوٹھے کا حق کتاب استثناء ۲۱: ۱۵ سے معلوم ہوتا ہو کہ موسوی شریعت میں کسی شخص کے پہلے بیٹے کو چند مخصوص حقوق حاصل ہوتے تھے، جن میں اسے اہم ترین یہ تھا کہ تنہا پہلوٹھی کا بیٹا اپنے باپ کا مادی اور روحانی وارث ہوتا تھا، اس لیے نبوت بھی اسی کو ملتی تھی۔

[39] بائبل مقدس، خروج، باب ۲۵۔آیت ۳

[40] باب استثناء، آیات ۴۸تا۵۲

[41] کتاب مقدس، خروج باب 14 – آیت 11 -13۔

[42] اوریا، حضرت داؤد علیہ السلام کی فوج کا ایک جرنیل تھا، اور یوآب فوج کا سپہ سالار تھا۔

[43] سلاطین ا باب ۱۱۔آیت ۲۔۵

[44] سلاطین ا، باب ۱۱، آیت ۱۔۵

[45] سلاطین، باب ۱۱، آیات ۱تا۹

[46] بائبل۔کتاب یسعیاہ، باب 6، آیت 14۔

[47] بائبل۔انجیل لوقا، باب 1، آیت 28تا32۔

[48] القرآن، سورۃ مریم، آیت 17،16۔

[49] القرآن، سورۃ آل عمران، آیت

[50] نحمیاہ، باب ۹، آیت ۲۶

[51] عموس، باب ۱۸، آیت ۴۰۔۴۱

[52] احبار باب ۱۹، آیت ۱۰۔۱۱

[53] احبار باب ۱۹، آیت نمبر ۱۳۔۱۵

[54] متی باب ۲۳، آیت ۲۹۔۳۶

[55] ص، ۳۸: ۴۷

[56] عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی، جلد اول، ص ۶۴۸

[57] ص، ۳۸: ۴۵تا۴۸

[58] عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی، جلد سوم، ص ۵۴۷

[59] ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، جلد دہم، صفحہ ۸۴